قرآن و حدیث کی روشنی میں بنیادی انسانی حقوق کا علمی جائزہ

Scientific review of basic human rights in the light of Quran and Hadith

*عدنان

**سیما گل

***سید نعیم بادشاہ

Abstract

For safety, Allah Almighty has set limits in the Holy Qur'an. Similarly, along with the payment of rights, the payment of duties has also been advised. And in the modern era, various laws have been made to protect and protect human rights, and efforts have been made to implement them. The Prophet ﷺ was always proactive in paying the basic human rights. And was declared as an excellent example for all humanity.

Where there are rights, there are also duties. Some people's rights are other people's duties, for example, service to parents, if parents have rights, then these are the duties of children. Therefore, where the right is sought, it should also be taken into consideration whether it is obligatory on the one who is asking for it or not. In this research paper, the fundamental human rights have been scientifically evaluated in the light of Quran and Hadith

***Keywords**: Quran, Hadith, Fundamental human rights, humanity, Modern era*

حقوق الانسان دو لفظوں میں حق اور انسان سے مرکب ہے حق باطل کا متضاد ہے حق واجب اور ثابت کے معنی میں آتا ہے قرآن کریم میں حق 283مواقع پر آیاہے اسی طرح احادیث مبارکہ میں لفظ حق 58حدیثوں میں آیاہے۔حق ایک طرف اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ میں سے ہے تو دوسری طرف دین اسلام اور کتاب اللہ کا وصف بھی ہے اللہ تعالیٰ نے واضح طور پر فرمایا ہے کہ وہ ہی حق کی نگہداشت فرمایاہے۔

---

*ویزٹنگ لیکچرر، خیبر لاء کالج، یونیورسٹی آف پشاور

**اسسٹنٹ پروفیسر، خیبر لاء کالج، یونیورسٹی آف پشاور

*** زرعی یونیورسٹی پشاور

وضعی قوانین میں انسانی حقوق کی تعریف کے متعلق دو مکتبہ فکر ہیں پہلا مکتبہ فکر انسانی حقوق کو عام آزادیوں پر محیط کرتا ہے جب کہ دوسرا مکتبہ فکر انسانی حقوق کو عام انسانی آزادی سے الگ تھلگ رکھتا ہے تفصیل درج زیل ہے۔

پہلا نظریہ: انسانی حقوق کے اس نظریے کی ابتدا اٹھارویں اور انیسویں صدی میں یورپ میں ہوئی اور اب بھی یورپ کے اکثر دستور ساز قانون دان اس بات پر متفق ہیں کہ انسانی حقوق عام انسانی آزادیوں کا نام ہے۔[1]

دوسرا نظریہ: دوسری جنگ عظیم کے بعد حقوق انسانی کے اس دوسرے مکتبہ فکر نے جنم لیا۔اس نظریے کے حاملین کا خیال ہے کہ حقوق انسانی عام آزادی سے مختلف ہیں کیونکہ آزادی اس وقت شروع ہوجاتی ہے جب کہ انسان کسی کام کی کرنے یا نہ کرنے کی قدرت رکھتا ہو اور اس کے اوپر کوئی اسی قوت نہ ہو جواسے اپنی مرضی پر چلنے سے روک دے۔اگر انسانی حقوق ہیں تو یہ حق ہی سے نکلے ہیں اور حق اپنے معنی میں حریت"آزادی"سے زیادہ وسیع ہے بلکہ آزادی حق کا ایک جزہے نظریے کے حاملین کے نزدیک حق کی تعریف یہ ہے "انه مصلحه يحمهاالقانون "کہ حق ایک ایسی مصلحت ہے جس کی حفاظت قانون کرتا ہے یہاں قانون انسان کی تعریف اس طرح کی گئی ہے " الحقوق التی یتعین الاعتراف بھا للفه دلمجردکونه انسانا"کسی ایک انسان کے وہ حقوق جس کا اعتراف صرف انسان ہونے کے ناطے کیاجاتاہے انسانی حقوق کی ان تعریفات سے واضح ہوتا ہے کہ اسلام میں حقوق انسان سے مراد وہ حقوق ہیں جو کسی انسان کو اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب مبارکہ اور رسول کریم ﷺ نے اپنی سنت مطہرہ میں واضح کیے ہیں۔

انسانی حقوق کے بارے میں یہ تصور دیا جاتا ہے کہ اس کا احساس جیسے آج ہے۔اس سے پہلے نہیں تھا۔ انسانوں کی اکثریت اپنے بنیادی حقوق سے محروم تھی اور ظلم کی چکی میں پس رہی تھی ۔ کبھی کہیں سے کوئی آوازاٹھتی بھی تو طاقت ورطبقات کے مضبوط ہاتھ اسے دبانے میں کامیاب ہوجائے ۔اس آزادی کا صحیح معنوں میں احساس مغرب کو ہوا اور مغرب ہی نے اس کا واضح تصور دیا۔کہاجاتا ہے کہ فرانس کے الفانسوشاہ نہم نے یہ قانون منظور کیایا اس سے منظور کرایا گیا کہ کسی کو بلاوجہ قید نہیں کیاجاسکتا۔دوسرے لفظوں میں حبس بے جاکو کالعدم قرار دیاگیا۔ اسے انسانی حقوق کی تاریخ میں بہت بڑا اقدام سمجھاجاتاہے۔ پھر اس کے بعد فرانس ہی میں روسوپیداہوا ۔اس کی کتاب کا اور اس نے انسانی

آزادی کا جو تصور دیا اس کا بڑا چرچا رہا۔اس نے کہا کہ انسان فطرتاً آزاد ہے اور اسے آزاد ہونا چاہیے۔اس کتاب کا مختلف زبانوں میں ترجمہ ہوا اور یہ بڑی انقلابی کتاب سمجھی گئی۔اُردو زبان میں بھی اس کا ترجمہ معاہدہ عمرانی کے نام سے موجود ہے اس کتاب کے بعد فرانس میں ایک طرح کی ہلچل پیدا ہوئی اور انسانی حقوق کا اعلامیہ(DECLARATION OF THE RIGHT OF MAN)شائع ہوا ،جس میں انسانی حقوق کا تذکرہ تھا۔(2)

Encyclopedia of Human right second Defender Human right(3)

ہر انسان کو انسانوں کے حوالہ سے باہمی طور پر اور بالخصوص ریاست جیسے طاقتور اور بااختیار ادارہ کے حوالہ سے کچھ تحفظات ،اختیار ات ،رعایات اور مراعات حاصل ہیں جو بنیادی حقوق کہلاتے ہیں یہ حقوق تمام بنی نوع انسان کو بحیثیت انسان حاصل ہیں اور اس میں رنگ نسل زبان جس مذہب اور علاقہ وغیرہ کی کوئی قید نہیں ہے۔

Human rights are these minimal rights which every individual must have against the state or other public authority by virtue of his being a member of the human family, irrespective of any other consideration.

1:"انسانی حقوق وہ کم ازکم حقوق ہیں جو کہ ہر فرد کو ریاست اور اس کے اداروں کے حوالہ سے لازماً حاصل ہوناچاہیے محض اس بناءپر کہ وہ انسانی برادری کا ایک فرد ہے"

2: بنیادی انسانی حقوق ایک بالکل نئی اصطلاح ہے جو جنگ عظیم روم کے بعد قانون کی کتب اور انسانی حقوق کے ادب (LITERATURE)میں شامل ہوئی۔یہ دراصل اسی فطری حقوق کی باز گشت ہے جس کی صدا تاریخ کے ہر دور میں کسی نہ کسی سطح پر سنائی دیتی رہی ہے۔

3: (GAIMAS EZEJOFER)نے بنیادی انسانی حقوق کی تعریف اسی حوالہ سے کی ہے۔

Human or fundamental right is the modern name for what have been.(4)

Traditionally known as natural rights are these may be defined as moral rights which every human beings .everywhere, at all times, ought to have simply because of the fact that, in contradistinction with other being he is rational and moral, no man may be deprived of these rights without grave afforest to justice.(5)

انسانی حقوق دراصل جدید نام ہے ۔ان حقوق کا جو روایتی طور پر فطری حقوق کہلاتے ہیں ۔اور جن کی تعریف یوں بھی ہوسکتی ہے ۔کہ وہ اخلاقی حقوق جو ہر انسان کو ہمیشہ اور ہر جگہ اسی لیے حاصل ہوتے ہیں ۔کہ وہ دوسری مخلوقات کے مقابلہ میں اس اعتبار سے ممتاز ہے کہ وہ ذی شعور اور اخلاق کا حامل ہے کسی بھی شخص کو اس کے حقوق سے کھلی طور پر محروم نہیں کیا جاسکتا۔

علماء اور ماہرین انسانی حقوق کے مطابق بنیادی انسانی حقوق دراصل انسان ہونے کا خاصہ ہیں ۔ اور انسان بحیثیت انسان ہمیشہ انسان کا استحقاق رہے ہیں۔اگرچہ ان حقوق کا اظہار تاریخ کے مختلف ادوار میں تدریجاً ہواہے مگر فی الحقیقت یہ اس وقت بھی انسان کا "حق"جب انسانی حقوق کا نام بھی معرض وجود میں نہیں آیاتھا اور نہ ہی اقوام عالم نے باہمی معاہدہ جات کی صورت میں اس کا اہتمام کیا تھا۔

The historical evocation of visions of international human right that continues to this day started centuries ago with efforts attempting to address these difficult and universal question .it began as soon as men and cu omen abandoned nomadic existence and settled in organized society, long before anyone had ever heard of the more recent expression, Human right, or before nations states .states negotiated specific international treaties, (6)

انسانی حقوق کو بنیادی (FUNDAMENTAL)حقوق اس لیے بھی کہاجاتاہے ۔کیونکہ دستور ان کی ضمانت فراہم کرتاہے۔اور دستور کا بنیادی قانون ہواکرتاہے ۔

When human right are guaranteed by a written constitution. They are called fundamental rights, because a written constitution is the fundamental law of a state,(7)

مندرجہ بالاتعریفوں کی روشنی میں یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ فطری حقوق، پیدائشی حقوق (BIRTH RIGHT)یا بنیادی حقوق (BASIC OR FUNDAMENTAL)(RIGHT)سے مراد انسان کے وہ لازمی حقوق ہیں جن کا تحفظ ،ذمہ داری اور ضمانت ملک کے عام قانون کی بجائے ریاست کا دستور ہواکرتاہے ۔ریاست و حکومت کا کوئی بھی ادارہ ان حقوق کی خلاف ورزی کرسکتا ہے اور نہ ہی انہیں رد کرسکتاہے یہ حقوق من حیث المجموع،پورے قافلہ انسانیت کو میسرہیں ۔جورنگ نسل ،زبان علاقہ اور مذہب و عقیدہ وغیرہ کے امتیازات سے ماوراء ہیں اور بحیثیت انسان سب کو میسر ہیں ۔یہ بنیادی حقوق انسانوں کے درمیان کسی معاہدہ یا ریاست کی قانون سازی کی طفیل معرض وجود میں نہیں آتے ۔بلکہ انسان ہونے کے ناطہ سے خود بخود اس کو میسر ہوتے ہیں۔ان حقوق کا حصول اس امر پر بھی موقوف نہیں ہے کہ انسان کو ان حقوق کا شعور اور اس میں ان حقوق کی طلب پائی جاتی ہو۔انسان بچہ کو حاصل حقوق کی مانند یہ حقوق بنی نوع انسانی کے ہر فرد کو خود بخود حاصل ہوتے ہیں ۔اگر کوئی ریاست ان حقوق کو تسلیم کرنے اور نافذ میں کوتاہی کرتی ہے تو اسے انسانی حقوق غصب کرنے کا مجرم تصور کیا جائے گا۔کیونکہ یہ حقوق ناقابل تنسیخ (IRREVOCABLE)اور نا قابل استقال (INALIENABLE)ہیں ۔ان حقوق میں ترمیم یا عارضی تعطل دستور کے طے شدہ طریقہ کے مطابق انتہائی صورت میں ہی ممکن ہے۔(8)

بنیادی انسانی حقوق کا تاریخی پس منظر

انسانی حقوق کا تصور اتنا ہی قدیم ہے جتنا انسان کا وجود انسان کے خالق ومالک نے اسے معاشرتی زندگی بسر کرنے کے لیے ایک ضابطہء حیات بھی آغاز زندگی کے ساتھ ہی عطا کردیاتھا۔

پہلے انسان حضرت آدم علیہ السلام کی زندگی ہی میں جب ”حق “ کا پہلا مسئلہ پید ا ہوتا ہے تو ساتھ ہی یہ حقیقت بھی ظاہر ہوگئی کہ انسان محض اپنے قیاس وگمان کے بناء پر نہیں بلکہ خدا کے مقرر کردہ ضابطہ کی وجہ سے اس حق کے احترام کا شعور رکھتاہے۔

قابیل نے جب خدا کے حضور اپنی نذر قبول نہ ہونے کے بعد ہابیل کو قتل کی دھمکی دی تو ادھر سے یہ جواب ملا:

اگر تو مجھے قتل کرنے کے لیے ہاتھ اٹھائے گا تو میں تجھے قتل کرنے کے لیے ہاتھ نہیں اٹھاؤں گا۔ میں رب العالمین سے ڈرتا ہوں میں چاہتا ہوں کہ میرا اور اپنا گناہ تو ہی سمیٹ لے اور دوزخی بن کر رہے۔ ظالموں کے ظلم کا یہی ٹھیک بدلہ ہے۔[9]

یہ الفاظ صاف بتارہے ہیں ۔کہ ہابیل کو انسانی جان کے تحفظ و احترام کے متعلق اللہ کی ہدایت کو علم تھا۔ وہ جانتا تھا کہ یہ ایک گناہ کا کام ہے اور اس گناہ کا کرنے والا جہنم میں ڈالا جائے گا۔ اس نے محض خوف خدا کی بناء پر اپنی جان دے دی مگر بھائی پر ہاتھ اٹھانا گوارہ نہ کیا۔

انسان طبعاً معاشرت پسند ہے اس کی گرو ہی جہت اسے اپنے ہم جنسوں کے ساتھ مل جل کررہنے پر مجبور کرتی ہے وہ اپنی پیدائش سے لے کر موت تک بے شمار افراد کی خدمات،توجہ امداد اور سہاروں کا محتاج ہے ۔اپنی پرورش ،خوراک ،لباس رہائش اور تعلیم وتربیت کی ضرورت ہی کے لیے نہیں بلکہ اپنی فطری صلاحیتوں کے نشوو ارتقاء اور ان کے عملی اظہار کے لیے بھی وہ اجتماعی زندگی بسر کرنے پر مجبور ہے خاندان ،برادری محلے شہر ،ملک اور بحیثیت مجموعی پوری نوع انسانی تک پھیلے ہوئے تعلقات کے یہ چھوٹے بڑے دائرے اس کے حقوق وفرائض کا تعین کرتے ہیں۔ ماں ،باپ،بیٹے ، شاگرد ،استاذ۔ تاجر،خریدار ،مالک ،ملازم شہری اور حکمران کی بے شمار مختلف حیثیتوں میں اس پر کچھ فرائض عائد ہوتے ہیں اور ان فرائض کے مقابلہ میں وہ کچھ متعین حقوق کا مستحق قرار پاتاہے۔

ان حقوق میں بعض کی حیثیت محض شفقت ضرورت مند کا حق امداد مہمان کا حق (تواضح)وغیرہ اور بعض کو قانونی تحفظ حاصل ہوتاہے مثلاً حق امریت، حق مہر، حق ملکیت اور حق معاوضہ وغیرہ ۔یہ ایسے حقوق ہیں جن کا تعلق کسی مفاد سے ہوتا ہے اور ملک کا قانون اس مفاد کو تسلیم کرکے اسے عدلیہ کے ذریعے قابل حصول بنادیتا ہے ۔یہ حقوق قانون حقوق (LEGAL RIGHTS) کہلاتے ہیں۔فرد کے حقوق کا ایک اور دائرہ ریاست سے تعلق کا ہے اس دائرہ میں ایک وسیع الاختیا راور کثیر الوسائل ریاست کے مقابلہ میں فرد کو جو حقوق دیے جاتے ہیں ۔انہیں ہم بنیادی حقوق (FUNDAMENTAL RIGHT) کہتے ہیں۔[10]

ان حقوق کے لیے بنیادی انسانی حقوق (BASIC HUMAN RIGHTS) اور انسان کے پیدائشی حقوق (BIRTH RIGHT OF MAN) کی اصطلاح بھی استعمال کی جاتی ہے۔ان حقوق کی ضمانت ملک کے عام قوانین کی بجائے سب سے بالاتر قانون "دستور" میں دی جاتی ہے "بنیادی حقوق" اس لیے کہا جاتا ہے کہ ریاست کا کوئی بھی بازو خواہ وہ انتظامی یا قانون ساز ان کی خلاف ورزی نہیں کر سکتا۔ فرد کو یہ حقوق کسی ریاست کا شہری ہونے کی حیثیت سے نہیں بلکہ عالمگیر انسانی برادری کا رکن ہونے کی حیثیت سے حاصل ہوتے ہیں۔ یہ رنگ، نسل، علاقے، زبان اور دوسرے تمام امتیازات سے ماوراء ہیں اور انسان کو محض انسان ہونے کی بناء پر حاصل ہیں یہ کسی ریاست کے منظور کردہ یا کسی معاہدہ کا پیدا شدہ نہیں ہیں۔بلکہ انسان کو فطرتاً حاصل ہیں۔اور اس کے وجود کا لازمی حصہ ہیں۔ کوئی ریاست انہیں تسلیم یا نافذ کرنے سے گریز کرتی ہے تو اسے فطرت کے عطاکردہ حقوق کو غصب کرنے کا مجرم سمجھا جاتا ہے۔ کیونکہ یہ حقوق غیر منفک (INALIENABLE) اور ناقابل تنسیخ (IRREVOCABLE) ہیں۔ریاست کو ان کی تنسیخ اور ان میں ترمیم نہ جدید یا کسی عذر کی بناء پر ان سے عارضی تعطل کا بھی اختیار نہیں۔اس کے سوا کہ خود مقتدر اعلیٰ یعنی عوام نے اسے دستور میں متعین حدود و شرائط کے ساتھ یہ اختیار بخشا ہو۔یہ گنجائش بھی صرف مغرب کے دساتیر میں رکھی گئی ہے۔اسلامی دستور کسی بھی فرد ادارے بلکہ بحیثیت مجموعی پوری اُمت تک کو یہ اختیار نہیں دیتا کہ وہ بنیادی حقوق کو کسی بھی صورت میں منسوخ (محدود) یا معطل کر سکے۔[11]

قرآن اور سنت کی روشنی میں بنیادی انسانی حقوق

انسانی حقوق کے بارے میں قرآن کریم ہمارے سامنے پوری زندگی کا ایک عملی نمونہ پیش کرتا ہے:

1: اس کا پہلا حصہ ہماری اخلاقی تعلیم و تربیت کا ہے جسکے مطابق افراد کی اخلاق و کردار اور سیرت کو ڈالا جاتا ہے۔

2: اس کا دوسرا حصہ ہماری معاشرتی اور سماجی نظام کا ہے جس میں مختلف قسم کے انسانی تعلقات پائے جاتے ہیں۔

3: اور قرآن کا تیسرا حصہ ہمارے اقتصادی نظام کی شکل میں سامنے آتا ہے جس کے مطابق ہم دولت کی پیدائش تقسیم تبادلے اور اس پر لوگوں کے حقوق کا تعین کرتے ہیں۔

4: اور چوتھا حصہ جو کہ ایک اہم حصہ ہے وہ سیاسی نظام ہے جس میں اس عملی نمونے کو نافذ کرنے کے لیے سیاسی اقتدار کی ضرورت ہے۔

قرآن کی ان تعلیمات کا بنیادی مقصد انسانی زندگی کے نظام کو معروفات اور منکرات (برائیوں) سے پاک کرنا ہے یہ تعلیمات معاشرے کے پورے نظام کو خدا کی بنائی ہوئی فطرت کے مطابق کر کے ان کو ہر طرف ترقی دینے میں مددگار ثابت ہوتی ہے۔ تاکہ جو رکاوٹ ان کی راہ میں حامل ہو تو دور کی جائے اور فطرت انسانی کے خلاف ہر برائی کو زندگی سے نکالا جائے۔

معروف ومنکر کے متعلق یہ احکام ہماری انفرادی اور اجتماعی زندگی کے تمام گوشوں پر پھیلے ہوئے ہیں۔یہ تعلیمات ایک صالح نظام زندگی کے لیے معلومات فراہم کرتی ہے۔

ان تعلیمات کا ایک حصہ انسانی حقوق کا چارٹ ہے حضرت محمد ﷺ نے قرآنی تعلیمات پر مبنی چارٹر اس وقت پیش کیا تھا جس وقت نہ کوئی اقوام متحدہ تھا اور نہ انسان مادی ترقی کی عروج پر تھا۔ جہاں آج نظر آتا ہے۔(12)

اسلام کے بنیادی انسانی حقوق

انفرادی حقوق

1۔ مذہبی آزادی کا حق

اسلام ہی اللہ تعالیٰ کے ہاں پسندیدہ دین ہے اور مذہبی آزادی کے بارے میں اسلامی تعلیمات یہ ہیں کہ اگر کوئی شخص اسلام کے واضح دلائل کے باوجود ایمان نہ لائے تو اس کو اس کے عقیدہ پر زندہ رہنے کا حق ہے۔ اسلام ہر شخص کو مذہبی آزادی کی ضمانت فراہم کرتا ہے اسلامی ریاست میں کوئی بھی شخص اپنے مذہب کے مطابق زندگی گزارنے اور اس کے مطابق عبادت بجالانے کا حق رکھتا ہے۔ آزادی دین کے حوالے سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"لَآ إِكۡرَاهَ فِي ٱلدِّينِۖ قَد تَّبَيَّنَ ٱلرُّشۡدُ مِنَ ٱلۡغَيِّۚ "(13)

ترجمہ: دین میں کوئی زبردستی نہیں بے شک ہدایت گمراہی سے واضح ہو چکی ہے

2۔عزت کی حفاظت کا حق

اسلام میں ہر شخص کو وہ امیر ہو یا غریب حکمران ہو یا رعایا عزت کا مقام حاصل ہے اور اسلامی ریاست کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے شہریوں کی عزت و وقار کی حفاظت کرے۔ بلکہ معاشرے کے ہر فرد پر لازم ہے کہ وہ دوسروں کی عزت و تکریم کا خیال رکھے۔

سورۃ الحجرات میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ لَا يَسۡخَرۡ قَوۡمٞ مِّن قَوۡمٍ عَسَىٰٓ أَن يَكُونُواْ خَيۡرٗا مِّنۡهُمۡ وَلَا نِسَآءٞ مِّن نِّسَآءٍ عَسَىٰٓ أَن يَكُنَّ خَيۡرٗا مِّنۡهُنَّۖ وَلَا تَلۡمِزُوٓاْ أَنفُسَكُمۡ وَلَا تَنَابَزُواْ بِٱلۡأَلۡقَٰبِۖ بِئۡسَ ٱلِٱسۡمُ ٱلۡفُسُوقُ بَعۡدَ ٱلۡإِيمَٰنِ"(14)

ترجمہ: "اے لوگو! جو ایمان لائے ہو! نہ مرد دوسرے کا مذاق اڑائیں ہو سکتا ہے کہ وہ ان سے بہتر ہوں اور نہ عورتیں دوسری عورتوں کا (مذاق اڑائیں) ہو سکتا ہے کہ وہ ان سے بہتر ہوں آپس میں ایک دوسرے پر طعن (نکتہ چینی) نہ کریں اور نہ ایک دوسرے کو برے القاب سے یاد کرو ایمان لانے کے بعد فسق میں نام پیدا کرنا بہت بری بات ہے"۔

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"فان الله حرم عليكم دماءكم واموالكم واعرافكم كحرمة يومكم هذا فى شهر كم هذا من بلدكم هذا"(15)

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ نے تم پر آپس میں ایک دوسرے کے خون اور تمہارے مال اور تمہاری عزتیں حرام کر دی ہیں جس طرح آج کے دن حرمت اس مہینے اور اس شہر میں ہے۔

اسی طرح مومن کی عزت کی حفاظت کو ضروری قرار دیتے ہوئے واضح فرمایا کہ جو کوئی مومن پر لعنت کرتا ہے اس کی کیا سزا ہے؟ حضرت ثابت بن ضحاک ؓ بیان کرتے ہیں۔ کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

"من حلف على ملة غيرالاسلام فهو كماقال ،وليس وعلى ابن آدم نذرفيما لاملك ومن قتل نفسه شيءفى الدنياعذب به كوم القيامة ومن لعن مؤمنا فهو كقتله ومن قذف مؤمنا بكفرفهو كقتله"(16)

جس نے اسلام کے سوا کسی دوسرے مذہب کی جھوٹی قسم کھائی تو وہ اس کے مطابق ہے جو کہا اور جس نے کسی چیز کے ساتھ خودکشی کی تو وہ جہنم کی آگ میں اسی چیز کے ساتھ عذاب دیا جائے گا۔ اور مومن پر لعنت کرنا اسے قتل کرنے کے مترادف ہے اور جس نے کسی مسلمان پر کفر کا الزام لگایا تو یہ اسے قتل کرنے جیسا ہے۔

ایک دوسرے کی عزت پر حملہ کرنا اور ایک دوسرے کی دل آزاری اور ایک دوسرے کی بدگمانی سے آپس میں عداوتیں پیدا ہوتی ہیں اور پھر یہ عداوتیں دوسرے اسباب سے مل کر بڑے بڑے فتنوں کا سبب بنتے ہیں۔

3۔ نجی زندگی کے تحفظ کا حق

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ سورۃ الحجرات میں فرماتا ہے۔

"يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ ٱجۡتَنِبُواْ كَثِيرا مِّنَ ٱلظَّنِّ إِنَّ بَعۡضَ ٱلظَّنِّ إِثۡم وَ لَا تَجَسَّسُواْ"(17)

ترجمہ: "اے لوگوں جو ایمان لائے ہو بہت گمان کرنے سے بچو (پرہیز) کرو کہ بعض گمان گناہ ہوتے ہیں اور تجسس نہ کرو"۔

یعنی لوگوں کے راز نہ ٹٹولو ایک دوسرے کے عیب تلاش نہ کر۔ دوسروں کے حالات اور معاملات کی ٹوہ نہ لگانے پھرو لوگوں کے نجی خطوط پڑھنا دو آدمیوں کی باتیں کان لگا کر سننا ہمسایوں کے گھر جھانکنا اور مختلف طریقوں سے دوسروں کی خانگی زندگی یا ان کے ذاتی معاملات کی کھوج کرنا ایک بڑی بداخلاقی ہے جس سے طرح طرح کے فساد پیدا ہوتے ہیں۔ اس لیے اسلام نے ہر انسان کو اپنی نجی زندگی کے تحفظ کا حق دیا اور دوسروں کی اس میں دخل اندازی سے منع کیا گیا ہے۔

4۔ صفائی پیش کرنے کا حق

اسلام نے ہر کسی کو صفائی پیش کرنے کا حق دیا ہے۔ سورۃ الممتحنہ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

" تُسِرُّونَ إِلَيۡهِم بِٱلۡمَوَدَّةِ وَأَنَا۠ أَعۡلَمُ بِمَآ أَخۡفَيۡتُمۡ وَمَآ أَعۡلَنتُمۡۚ "(18)

ترجمہ: ”تم چھپا کر ان کو دوستانہ پیغام بھیجتے ہو حالانکہ جو کچھ تم چھپا کر کرتے ہو اور جو اعلانیہ کرتے ہو ہر چیز کو میں جانتا ہوں“۔

اس آیت میں اشارہ بدری صحابی حضرت حاطب بن ابی بلتعہؓ کی طرف ہے جو مشرکین مکہ کے نام ان کا ایک خط مکہ معظمہ پر حملہ کی خبر کے بارے میں پکڑا گیا تھا۔ مگر اس جرم کے باوجود حضور ﷺ نے ان کو کھلے عام اپنی صفائی پیش کرنے کا پورا موقع دیا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ صفائی کا موقع دیے بغیر سزا دینا انسانی حقوق کی خلاف ورزی ہے اور اسلام نے انسان کے اس بنیادی حق کا عملی نمونہ پیش کیا۔

5۔ اظہار رائے کی آزادی کا حق

اسلام میں اظہار رائے کی آزادی کا حق ہر خاص و عام کو دیا گیا ہے اس میں رعایا اور حاکم کا فرق روا نہیں رکھا گیا۔اسی لیے اولی الامر طبقہ کو یہ نصیحت کی گئی ہے کہ وہ اپنے آپ کو عقل مند نہ سمجھیں بلکہ اپنے معاملات کی آزادی سے لوگوں سے مشورہ کریں اور پھر ان مشوروں کو کھلے دل سے تسلیم بھی کریں۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرماتا ہے۔

”وَٱلَّذِينَ ٱسۡتَجَابُواْ لِرَبِّهِمۡ وَأَقَامُواْ ٱلصَّلَوٰةَ وَأَمۡرُهُمۡ شُورَىٰ بَيۡنَهُمۡ وَمِمَّا رَزَقۡنَٰهُمۡ يُنفِقُونَ“ (19)

ترجمہ: ”اور جو اپنے پروردگار کا حکم مانتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں اور ان کا ہر کام آپس کے مشورے سے ہوتا ہے۔اور جو رزق ہم نے دیا ہے ان کو ان میں سے خرچ کرتے ہیں“۔

دوسری جگہ سورۃ ال عمران میں اللہ فرماتا ہے۔

” وَشَاوِرۡهُمۡ فِي ٱلۡأَمۡرِۖ فَإِذَا عَزَمۡتَ فَتَوَكَّلۡ عَلَى ٱللَّهِۚ إِنَّ ٱللَّهَ يُحِبُّ ٱلۡمُتَوَكِّلِينَ“(20)

ترجمہ: ”اور ان (اہم) کاموں میں ان سے مشورہ کیا کریں پھر جب آپ پختہ ارادہ کرلیں تو اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کیا کریں بے شک اللہ توکل والوں سے محبت کرتا ہے“۔

اظہار رائے کی آزادی میں حق تقریر، حق رائے، اختلاف اور تنقید کا حق اور جدید الفاظ میں صحافتی آزادی بھی شامل ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ شہریوں کے سوچنے رائے رکھنے اور اپنی رائے کے اظہار کرنے میں ریاست کبھی مداخلت نہیں کرے گی۔اسلام نے یہ حق ہر فرد کو عطا کیا ہے۔

6۔ شخصی آزادی کا حق

شخصی آزادی کا مطلب ہے کہ ہر شخص آزاد پیدا ہوا ہے اور کسی کو یہ حق حاصل نہیں کہ اسے غلام بنالے۔لہٰذا آزاد مرد وعورت سے پیدا ہونے والا ہر بچہ اپنی اصل کے اعتبار سے آزاد ہی ہے کسی آزاد کو غلام بنانے کی سخت مذمت آئی ہے۔

حدیث مبارکہ میں ہے:

عن آبی هریرة عن النبی قال قال الله ثلاثة انا خصمهم یوم القیامة رجل اعطی بی ثم غدر ورجل باع حرا فاکل ثمنه ورجل استاءجر اجیراً فاستوفیٰ منه وکم یعط اجره (21)

ترجمہ: "حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ تین اشخاص ایسے ہیں جن سے میں جھگڑا کروں گا۔ پہلا وہ شخص جس نے میرے نام پہ معاہدہ کیا اور پھر اس کی وعدہ خلافی کی دوسرا وہ شخص جس نے آزاد شخص کی بیع کی اور اس کی قیمت کھائی اور تیسرا وہ شخص جس نے کسی مزدور کو اجرت پر لیا اور اس سے پورا کام لیا مگر اس کی اجرت پوری ادا نہ کی"۔

سماجی حقوق

1۔انسانی مساوات کا حق

اسلام کی اعلیٰ تعلیمات کا نمایاں پہلو اس کا نظام مساوات بھی ہے۔جس نے کسی برتری کے بغیر تمام انسانوں کو ایک مقام پر جمع کر دیا ہے۔اس میں نسب، ذات، رنگ، قومیت، جنس، زبان، عقیدے اور وطن کی کوئی تمیز نہیں رکھی پس اسلامی معاشرے میں رہنے والے ہر فرد کو سماجی، معاشی اور سیاسی مساوات حاصل ہے۔اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

”يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّاسُ إِنَّا خَلَقۡنَٰكُم مِّن ذَكَرٖ وَأُنثَىٰ وَجَعَلۡنَٰكُمۡ شُعُوبٗا وَقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوٓاْۚ إِنَّ أَكۡرَمَكُمۡ عِندَ ٱللَّهِ أَتۡقَىٰكُمۡۚ إِنَّ ٱللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٞ “(22)

ترجمہ: ”اے لوگوں ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور ہم نے تمہارے طبقات اور قبیلے بنادیے تاکہ ایک دوسرے کو پہچان سکو۔ بے شک اللہ کے نزدیک تم میں زیادہ عزت والا وہ ہے جو زیادہ اللہ سے ڈرنے والا ہو بے شک اللہ تعالیٰ سب کچھ جانتا ہے باخبر ہے“ ۔

حضور ﷺ نے بھی یہی درس دیا اور خطبہ الوداع کے تاریخی موقع پر ارشاد فرمایا۔

”ألا لافضل لعربی علی عجمی ولا لعحمی علی عربی والا لأحمر علی اسود ولا لاء سودعلی احمر اِلا بالتقوی “(23)

ترجمہ: ”بے شک! کسی عربی کو کسی عجمی پر اور کسی عجمی کو عربی پر اور کسی سرخ کو سیاہ پر اور سیاہ کو سرخ پر سوائے تقویٰ کے فضلیت حاصل ہیں“ ۔

2۔ والدین کے لیے حسن سلوک کا حق

انسان پر مخلوقات میں سے کسی کا حق سب سے زیادہ ہے تو وہ اس کے ماں باپ ہیں ایک پرامن اور خوشحال معاشرہ کے قیام کے لیے یہ ایک اہم جزہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

” وَقَضَىٰ رَبُّكَ أَلَّا تَعۡبُدُوٓاْ إِلَّآ إِيَّاهُ وَبِٱلۡوَٰلِدَيۡنِ إِحۡسَٰنًاۚ إِمَّا يَبۡلُغَنَّ عِندَكَ ٱلۡكِبَرَ أَحَدُهُمَآ أَوۡ كِلَاهُمَا فَلَا تَقُل لَّهُمَآ أُفّٖ وَلَا تَنۡهَرۡهُمَا وَقُل لَّهُمَا قَوۡلٗا كَرِيمٗا“(24)

ترجمہ: ” اور تمہارے رب نے فیصلہ فرمادیا ہے کہ اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو اور والدین کے ساتھ حسن سلوک کرو۔ اگر تیرے سامنے ان میں سے ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو ان سے اف نہ کہو اور ان سے بھلائی کی بات کرو“

3 ۔ انسانی جان کی حرمت کا حق

اسلام نے ہر شخص کو یہ حق دیاہے کہ اس کی جان کی حفاظت کی جائے خواہ وہ انسان مسلم ہویا غیر مسلم۔ آزاد ہو یا غلام بچہ ہو یا بڑا قرآن حکم میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

'' وَلَا تَقْتُلُواْ ٱلنَّفْسَ ٱلَّتِي حَرَّمَ ٱللَّهُ إِلَّا بِٱلْحَقِّ ذَٰلِكُمْ وَصَّىٰكُم بِهِۦ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ ''(25)

ترجمہ: ''اور جس جان کو اللہ تعالیٰ نے حرام کر دیا۔ تم اس کو بجز حق کے مت مار ڈالو (یعنی سوائے اس کے یہ مارنا حق ہو جیسے قصاص وغیرہ)''۔

ایک دوسری جگہ بلا خطا کسی کی جان لینے کو پوری انسانیت کا قتل قرار دیا ہے۔

4۔ ازدواجی زندگی کا حق

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

''وَمِنْ ءَايَٰتِهِۦٓ أَنْ خَلَقَ لَكُم مِّنْ أَنفُسِكُمْ أَزْوَٰجًا لِّتَسْكُنُوٓاْ إِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُم مَّوَدَّةً وَرَحْمَةً ''(26)

ترجمہ: ''اور اس کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ اس نے تمہارے لیے تمہاری ہی جنس سے بیویاں بنائیں تاکہ تم ان کے پاس سکون حاصل کرو اور تمہارے درمیان محبت اور رحمت پیدا کر دی''۔

خاندان کی تشکیل کے لیے ضروری ہے کہ بالغ مرد و عورت کا نکاح کیا جائے تاکہ وہ پرامن اور پاکیزہ زندگی گزارنے کے ساتھ نسل انسانی کو فروغ دے سکیں۔ نکاح کے اس حق سے کسی مرد عورت کو بھی محروم نہیں کیا جاسکتا اس لیے اللہ نے نکاح کی ترغیب دی ہے۔ ارشادِ ربانی ہے:

''وَأَنكِحُواْ ٱلْأَيَٰمَىٰ مِنكُمْ وَٱلصَّٰلِحِينَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَإِمَآئِكُمْ ''(27)

نکاح کرو ان کا جو تم میں سے بے نکاح ہوں اور اپنے نیک غلاموں اور کنیزوں کا۔

سیاسی حقوق

اسلام جہاں ایک مثالی معاشرے کے قیام کی تعلیم دیتا ہے وہاں وہ اس کا آخری ہدف ایک مثالی فلاحی سیاسی نظام کا قیام بھی قرار دیتا ہے ایک مثالی سیاسی نظام کا قیام سیاسی حقوق وفرائض کے واضح تعین کے بغیر ممکن نہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے اسلامی ریاست کے جملہ شہریوں کے حقوق کا واضح تعین فرمایا اور اس کی عملی توضیح و تشریح ہجرت کے بعد پہلی اسلامی ریاست قائم کرکے فرمادی۔

سیاسی ولایت کا حق

اسلام کے سیاسی نظام میں ولایت کا حق صرف ان باشندوں کو ہے جو اسلامی مملکت کی حدود میں ہوں لیکن اخوت کا رشتہ بدستور ہے اور بین الاقوامی ذمہ داریاں نیز اخلاقی حدود کا پاس رکھتے ہوئے مظلوم کی امداد مسلم حکومت کی ذمہ داری ہے۔ قرآن مجید میں فرمایا گیا:

وہ لوگ جو ایمان تو لے آئے مگر ہجرت کرکے (دارالسلام میں) نہیں آئے
تو ان سے تمہارا ولایت کا کوئی تعلق نہیں ہے جب تک کہ وہ ہجرت کرکے
نہ آجائیں ہاں اگر وہ دین کے معاملہ میں تم سے مدد مانگیں تو ان کی مدد کرنا
تم پر فرض ہے لیکن ایسی کسی قوم کے خلاف نہیں جس سے تمہارا معاہدہ ہو
جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اسے دیکھتا ہے۔

حقوق کی یکسانیت

بہترین نظام وہ ہے جس میں ہر ایک کے حقوق یکساں ہوں۔ یہ نہیں کہ ملک کے باشندوں کو گروہوں میں تقسیم کرکے کسی کو مراعات وامتیازات سے نوازا جائے اور کسی کو محکوم بناکر دبایا، پیسا اور لوٹا جائے۔ اسلامی نظام حکومت میں نسل، رنگ، زبان یا طبقات کی بناء پر کوئی امتیاز نہیں ہے البتہ حصول اور مسلک کے اختلاف کی بناء پر سیاسی حقوق میں یہ فرق ہوجاتا ہے کہ جو اس کے اصولوں کو تسلیم کرے وہی زمانہ حکومت سنبھال سکتا ہے۔(28)

سرکاری ملازمت یا عہدے کا حق

ریاست کے ہر شہری کو سرکاری ملازمت یا عہدہ حاصل کرنے کا مساویانہ حق حاصل ہے رسول اللہ ﷺ نے متعدد جنگی مہموں میں بڑے صحابہؓ کی موجودگی میں چھوٹے صحابہؓ کو سربراہ بناکر روانہ فرمایا جن میں صدیق اکبرؓ اور فاروق اعظم ؓ جیسے جلیل القدر صحابہؓ بھی شریک تھے۔ مگر نسبتاً کمزور درجے کے صحابی کو مہم کی سربراہی دی گئی اور سب نے بخوشی اس کو منظور کیا مثلاً سریہ ذات السلاسل میں ابوبکرؓ وعمرؓ موجود تھے مگر امیر لشکر حضرت عمرو بن العاصؓ کو بنایا گیا۔ سیف البحر میں حضرت عمر فاروق ؓ شامل تھے مگر امیر لشکر حضرت ابوعبیدہ بن الجراحؓ کو بنایا گیا۔(29)

زندگی کے آخری لمحات میں حضور ﷺ نے ایک لشکر ترتیب دیا تھا جس میں مہاجرین اولین اور خود حضرت ابوبکرؓ وعمرؓ بھی شریک تھے اس کا سربراہ بھی ایک غلام زادہ حضرت اسامہ بن زیدؓ کو بنایا گیا

اور جب حضور ﷺ کے مرض کی شدت کی خبر پہنچی تو ابوبکرؓ و عمرؓ کو بھی اسامہؓ کی اجازت سے حضور ﷺ کی تیمارداری کے لیے آنا ہوتا تھا۔(30)

حضرت محمد ﷺ نے فرمایا:

"الصلاة المكتوبة واجبة خلف كل مسلم برا كان او فاجرا وإن عمل الكبائر."(31)

ترجمہ: "فرض نماز ہر مسلمان کے پیچھے واجب ہے چاہے وہ نیک ہو یا بد اگرچہ وہ کبائر کا مرتکب ہو"۔

یعنی سیاسی یا مذہبی امامت اگر ایسے شخص کو مل جائے جو معیار مطلوب سے کمتر ہو تو بھی اس کی اس اطاعت سے اپنی گردن نہ کھینچو۔ اسی طرح آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"يحيى بن حصين، قال: سمعت جدتي، تقول: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم، يقول في حجة الوداع:" ولو استعمل عليكم عبد حبشي يقودكم بكتاب الله، فاسمعوا له واطيعوا."(32)

ترجمہ: "(یحیٰ بن حصین کی دادی) ام الحصٰن الاحمسیۃ رضی اللہ عنہا (بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو حجۃ الوداع میں فرماتے ہوئے سنا) :اگر کوئی حبشی غلام بھی تم پر امیر بنا دیا جائے جو تمہیں کتاب اللہ کے مطابق چلائے تو تم اس کی سنو اور اطاعت کرو"۔

ان ارشادات سے یہ نتیجہ نکلتاہے کہ معمولی سے معمولی شخص بھی بحیثیت رکن ریاست بڑے سے بڑا

منصب حاصل کر سکتا ہے اور کسی شخص کو محض اس بنیاد پر اعتراض کا حق نہیں کہ یہ عہدہ جلیل یا ایک معمولی شخص کو کیوں حاصل ہوا؟

البتہ اسلام ایک صالح قیادت کے لیے اہلیت و صلاحیت کو اہمیت دیتا ہے نااہل اور بے صلاحیت آدمی اگر کوئی عہدہ حاصل کرے تو قانونی طور پر اس کے لیے جواز بالیقین موجود ہے مگر یہ کسی ریاست یا قوم کے لیے اچھی علامت نہیں ہے(33)

حصول انصاف کا حق

اسلامی آئین ریاست کے ہر شہری کو (خواہ وہ اقلیتی فرقہ سے تعلق رکھتا ہو یا اکثیریتی فرقہ سے) حصول انصاف کا مساوی حق دیتاہے اور حصول انصاف کی راہ میں حائل تمام رُکاوٹوں کو دور کرتا ہے قرابت ،عداوت، قومی یا نظریاتی اختلاف عہدہ و منصب کا فرق کسی چیز کو انصاف کی راہ میں اثرانداز نہیں ہونے دیتا۔ قرآن کی متعدد آیات میں اس کی ہدایات دی گئی ہیں اور قیام عدل کے منصوبے کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

قرآن حضور ﷺ کی زبان سے اعلان کراتاہے:

"قُلْ أَمَرَ رَبِّي بِالْقِسْطِ "[34]

ترجمہ: اے پیغمبر! آپ کہیے کہ میرے رب نے توراستی اور انصاف کا حکم دیاہے۔

" وَأُمِرْتُ لِأَعْدِلَ بَيْنَكُمُ"[35]

ترجمہ:" اور مجھے حکم دیا گیاہے کہ تمہارے درمیان عدل قائم کروں"۔

سورۃ المائدہ میں اللہ تعالیٰ فرماتاہے:

"وَإِنْ حَكَمْتَ فَاحْكُم بَيْنَهُم بِالْقِسْطِ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ"[36]

ترجمہ: اور اگر تم فیصلہ کرو تو ٹھیک انصاف کے ساتھ کرو کہ اللہ تعالیٰ انصاف کرنے والوں کو پسند کرتاہے۔

اسلام کے نزدیک قیام عدل کی اہمیت ذاتی اور خاندانی مفادات اور امیر وغریب مذہب مصلحت کے فرق

کے احساسات سے بالاتر ہے۔

" يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا قَوَّامِينَ بِالْقِسْطِ شُهَدَاءَ لِلَّهِ وَلَوْ عَلَىٰ أَنفُسِكُمْ أَوِ الْوَالِدَيْنِ وَالْأَقْرَبِينَ إِن يَكُنْ غَنِيًّا أَوْ فَقِيرًا فَاللَّهُ أَوْلَىٰ بِهِمَا

فَلَا تَتَّبِعُواْ ٱلْهَوَىٰٓ أَن تَعْدِلُواْۚ وَإِن تَلْوُۥٓاْ أَوْ تُعْرِضُواْ فَإِنَّ ٱللَّهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرًا"(37)

ترجمہ: اے ایمان والو! انصاف کے عالمبر دار اور خدا واسطے گواہ بنو۔ اگرچہ تمہارے انصاف اور تمہاری گواہی کی زد خود تمہاری اپنی ذات پر یا تمہاری والدین یا رشتہ داروں پر ہی کیوں نہ پڑتی ہو۔ فریق معاملہ خواہ مالدار ہو یا غریب اور اگر تم نے لگی لپٹی بات کہی یا سچائی سے پہلو تہی کی تو جان رکھو کہ تم جو کچھ کرتے ہو اللہ کو اس کی خبر ہے۔

اس آیات میں قیام عدل کی تمام ضروری شرطوں کی وضاحت کر دی گئی ہے۔(38)

سیاسی امور میں شرکت کا حق

اسلام، اسلامی ریاست، حاکمیت الہیہ کی بنیاد پر ایک شورائی خلافت قائم کرتا ہے۔ جس میں تمام افراد ریاست کی رائے اور مشورہ شامل ہوتا ہے۔ اسلام نے تمام افراد ریاست کی شرکت اور رائے کا اصول اس وقت دیا جب ہر طرف بادشاہوں اور آمرانہ حکومتوں کا دور دورہ تھا۔ بہر حال یہ مسلمانوں کی بد قسمتی ہے کہ وہ شورائی اصولی نظام ختم ہوگیا اور خلافت کی جگہ جمہوری حکومت آئی۔ عصر حاضر کا جمہوری نظام بھی دراصل افراد ریاست کی رائے ہی کا نام ہے۔

قرآن مجید میں خود نبی کریم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کو اس بات کی تلقین کی جارہی ہے کہ وہ معاملات میں مشاورت کیا کریں:

"وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ"(39)

ترجمہ: "اور معاملات میں ان کے ساتھ مشورہ کیا کیجیے"۔

تنظیم واجتماع کا حق

مغرب میں انٹرنیشنل ریسرچ آرگنائزیشن کے 1919ء میں قیام کے بعد مختلف طبقات میں تنظیم سازی اور اجتماع کے حصول کی جدوجہد کا آغاز ہوا۔ اسلام نے اس سے چودہ صدیاں قبل مثبت مقاصد کے لیے تنظیم سازی

اور اجتماع کا نہ صرف حق دیا ہے بلکہ مثبت مقاصد کے لیے تنظیم سازی کو لازمی قرار دیا ہے۔

”وَلۡتَكُن مِّنكُمۡ أُمَّةٌ يَدۡعُونَ إِلَى ٱلۡخَيۡرِ وَيَأۡمُرُونَ بِٱلۡمَعۡرُوفِ وَيَنۡهَوۡنَ عَنِ ٱلۡمُنكَرِۚ وَأُوْلَٰٓئِكَ هُمُ ٱلۡمُفۡلِحُونَ“(40)

ترجمہ: اور تم میں ایسی جماعت ہونی چاہیے جو لوگوں کو نیکی کی طرف بلائے اچھے کام کرنے کا حکم دے اور بڑے کاموں سے روکے یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں“

”كُنتُمۡ خَيۡرَ أُمَّةٍ أُخۡرِجَتۡ لِلنَّاسِ تَأۡمُرُونَ بِٱلۡمَعۡرُوفِ وَتَنۡهَوۡنَ عَنِ ٱلۡمُنكَرِ “(41)

ترجمہ: تم بہترین امت ہو جنھیں تمام انسانیت کے لیے برپا کیا گیا ہے تم اچھائی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے روکتے ہو۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ جو لوگ بھی اچھائی اور خیر کا اجتماعی کام کررہے ہوں ان کے ساتھ تعاون کیا جائے اور برائی کے کام کرنے والوں سے تعاون نہ کیا جائے۔

” وَتَعَاوَنُواْ عَلَى ٱلۡبِرِّ وَٱلتَّقۡوَىٰۖ وَلَا تَعَاوَنُواْ عَلَى ٱلۡإِثۡمِ وَٱلۡعُدۡوَٰنِۚ وَٱتَّقُواْ ٱللَّهَۖ إِنَّ ٱللَّهَ شَدِيدُ ٱلۡعِقَابِ “(42)

ترجمہ: نیکی اور تقویٰ کے کاموں میں تعاون کرو اور گناہ اور ظلم کے کاموں میں تعاون نہ کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو۔بے شک اللہ کا عذاب شدید ہے۔

ظلم کے خلاف احتجاج کا حق

اسلام اس نظریہ کا حامی ہے کہ ظلم کو برداشت نہ کیا جائے اور ظلم کے خلاف آواز بلند کرنا چاہیے۔کیونکہ جو اقوام اور افراد ظلم کو خاموشی سے سہتے رہتے ہیں وہ نست ونابود ہوجاتے ہیں ظلم اور ظالم کے خلاف ڈٹنا چاہیے اور یہ انسانوں کی بنیادی ذمہ داری اور ان کا حق ہے۔

” لَّا يُحِبُّ ٱللَّهُ ٱلۡجَهۡرَ بِٱلسُّوٓءِ مِنَ ٱلۡقَوۡلِ إِلَّا مَن ظُلِمَۚ “(43)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ اس بات کو پسند نہیں کرتے کہ آدمی بدگوئی پر زبان کھولے ماسوائے اس کے کہ اس پر ظلم کیا گیا ہو۔

نبی کریم ﷺ کی مشہور حدیث ہے :

”عن ابي سعيد الخدري ,قال: اخرج مروان المنبر في يوم عيد , فبدا بالخطبة قبل الصلاة , فقال رجل: يا مروان , خالفت السنة , اخرجت المنبر في هذا اليوم ولم يكن يخرج , وبدات بالخطبة قبل الصلاة ولم يكن يبدا بها , فقال ابو سعيد: اما هذا فقد قضى ما عليه , سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم , يقول:" من راى منكم منكرا , فاستطاع ان يغيره بيده , فليغيره بيده , فإن لم يستطع فبلسانه , فإن لم يستطع فبقلبه , وذلك اضعف الإيمان."[44]

ترجمہ: ”ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مروان نے عید کے دن منبر نکلوایا اور نماز عید سے پہلے خطبہ شروع کر دیا، تو ایک شخص نے کہا: مروان! آپ نے سنت کے خلاف کیا، ایک تو آپ نے اس دن منبر نکالا حالانکہ اس دن منبر نہیں نکالا جاتا، پھر آپ نے نماز سے پہلے خطبہ شروع کیا، حالانکہ نماز سے پہلے خطبہ نہیں ہوتا، ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا: اس شخص نے تو اپنا وہ حق جو اس پر تھا ادا کر دیا، میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے”: تم میں سے جو شخص کوئی بات خلاف شرع دیکھے تو اگر اسے ہاتھ سے روکنے کی طاقت رکھتا ہو تو اسے ہاتھ سے روک دے، اگر اس کی طاقت نہ ہو تو اپنی زبان سے روکے اور اگر اس کی بھی طاقت نہ ہو تو اس کو دل سے برا جانے، اور یہ ایمان کا سب سے معمولی درجہ ہے“۔

اقتصادی حقوق

معاشی تحفظ کا حق

اسلام معاشی سرگرمی کو انسانیت کے بقاء اور تسلسل کے لیے لازمی قرار دیتاہے رزق حلال کی تلاش، اللہ کے فضل کو ڈھونڈنے کے مترادف قرار دیتاہے ۔مسلمانوں میں بعض نظریات کی بدولت دنیا اور حصول دنیا سے کنارہ کشی کو تقویٰ اور پرہیز گاری کی علامت گردانہ جاتاہے۔ اسلام اس بات کی سختی سے تردید کرتاہے ۔قرآن مجید حلال ذرائع سے کمانے اور اسراف نہ کرنے کی پابندی کے ساتھ دنیاوی نعمتوں سے متمتع ہونے کی ترغیب دیتاہے ۔

" يَٰبَنِيٓ ءَادَمَ خُذُواْ زِينَتَكُمۡ عِندَ كُلِّ مَسۡجِدٖ وَكُلُواْ وَٱشۡرَبُواْ وَلَا تُسۡرِفُوٓاْۚ إِنَّهُۥ لَا يُحِبُّ ٱلۡمُسۡرِفِينَ "(45)

ترجمہ:" اے پیغمبر ﷺ ! ہر نماز کے لیے اپنے آپ کو مزین کیا کرو اور کھاؤ اور پیو اور اسراف نہ کرو اللہ فضول خرچی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ وسائل رزق کے خالق کائنات کو ماننے والے یعنی ایمان والوں کا زیادہ حق ہے"۔

دولت کی گردش

قرآن مجید دولت کی گردش کا نظام قائم کرتا ہے تاکہ سب لوگ اس سے مستفید ہو سکیں چنانچہ ارتکاز دولت کے حوالہ سے سود کو حرام قرار دیتا ہے جو سرمایہ دارنہ نظام کی اصل بنیاد ہے اور وراثت کی تقسیم کے ذریعہ سے مال و دولت کو چند ہاتھوں میں مرتکز نہیں ہونے دیا۔

" كَيۡ لَا يَكُونَ دُولَةَۢ بَيۡنَ ٱلۡأَغۡنِيَآءِ مِنكُمۡۚ " (46)

ترجمہ: کہ تمہارے اغنیاء کا مال نہ جائے۔

خلاصہ

شریعت نے انسان کے جو بنیادی حقوق متعین کیں ہیں ان کو مقاصد شریعہ کہتے ہیں اور وہ پانچ ہیں:

1. جان کی حفاظت
2. عقل کی حفاظت
3. آبرو، عزت کی حفاظت
4. مال کی حفاظت
5. نسب کی حفاظت

ان حقوق کی حفاظت کے لیے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں حدودات متعین کیں ہیں۔اسی طرح حقوق کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ فرائض کی ادائیگی کی بھی تلقین کی گئی ہے۔ اور دورِ جدید میں انسانی حقوق کی ادائیگی اور حفاظت کے لیے مختلف قوانین بنائے گئے ہیں اور اس پر عمل کرنے کے لیے

کوششیں بھی کی گئی ہیں۔ لیکن جو حقوق قانونِ خداوندی نے انسان کو عطا کیں دُنیاوی قوانین کے حقوق اس کے سامنے کچھ بھی نہیں۔ نبی کریم ﷺ بنیادی
انسانی حقوق کی ادائیگی میں فعلاً و قولاً پہل پہل رہے۔ اور تمام انسانیت کے لیے ایک بہترین نمونہ قرار پائے۔

جہاں بات حقوق کی ہوتی ہے وہاں فرائض بھی ہوتے ہیں۔ کچھ لوگوں کے حقوق دیگر لوگوں کے فرائض ہوتے ہیں مثال کے طور پر ماں باپ کی خدمت اگر والدین کے حقوق ہیں تو یہ اولاد کے فرائض ٹھہرے ہیں۔ اسی لیے جہاں حق مانگا جاتا ہے وہاں اس بات کو بھی مدِ نظر رکھنا چاہیئے کہ آیا جس سے مانگ رہا ہوں یہ اس پر لازم بھی ہے کہ نہیں۔

حواشی و حوالہ جات

1 محمد اشرف، اسلام اور بنیادی انسانی حقوق، پنجاب پریس لاہور طبع اول2013ء عبد القدوس، ص 133

2 پروفیسر علامہ ایاز ظہیر ہاشمی، اسلام اور انسانی حقوق، ناشر خضر حسن ہاشمی مطبع انیس عنایت پرنٹرز لاہور۔

3 ڈاکٹر حافظ محمد اشرف، اسلام اور بنیادی انسانی حقوق، پنجاب پریس لاہور طبع اول2013ء عبد القدوس، ص 133

4 ڈاکٹر حافظ محمد اشرف، اسلام اور بنیادی انسانی حقوق، ص133

5 Gaius Ezejiofor protection of Human right under the law, 1964, p.80 , London

6 Lauren P.G, the Evolutional Human Rights, visions seen 1998, p.5

7 Durga Das Baso, comparative constitutional law ,p.159

8 ڈاکٹر حافظ محمد اشرف، اسلام اور بنیادی انسانی حقوق، ص133 تا 138

9 المائدہ5: 29

10 صلاح الدین، بنیادی حقوق، لاہور ادارہ ترجمان القرآن 1978ء ص34

11 صلاح الدین، بنیادی حقوق، ص34

12 صلاح الدین، بنیادی حقوق، ص34

13 البقرہ2: 256

14 الحجرات49: 11

15 البخاری الصحیح ،کتاب الادب ،باب قول الله تعالیٰ :یا یھاالذین آمنو لایسخر قوم من قوم رقم الحدیث: 5696

16 البخاری، الصحیح کتاب الادب ،باب ماینھی من السباب واللعن ،رقم الحدیث :5700

17 الحجرات49: 12

18 الممتحنۃ60: 1

19 الشوریٰ42 :38

20 اٰل عمران3 : 159

21 البخاری ،الصحیح ،کتاب البیوع باب اثم من باع حراء رقم الحدیث :2114

22 الحجرات49 :13

23 احمد بن حنبل، المسند، ج5، ص411، رقم الحدیث23536۔

24 بنی اسرائیل17 :23

25 الانعام6 :151

26 الروم30 :21

27 النور29 :32

28 مولانا اختر امام عادل قاسمی حقوق انسانی کا اسلامی منشور 2004ء جامعہ ربانی منورواشریف سمتی پور بہار، ص 51، 52۔

29 سیرۃ المصطفیٰ ج 2 ،ص158۔160

30 الطبقات الکبریٰ ج 2، ص 136

31 سنن نسائی، کتاب الصلاۃ، باب امامة البر والفاجر، رقم الحدیث: 594

32 سنن نسائی، کتاب البیعة، باب الحض علی طاعة الامام، رقم الحدیث: 4197

33 مولانا اختر امام عادل قاسمی حقوق انسانی کا اسلامی منشور 2004ء جامعہ ربانی منورواشریف سمتی پور بہار، ص 53۔

34 الاعراف7 :29

35 الشوریٰ42 : 15

36 المائدہ5 :42

37 النساء4 :135

38 مولانا اختر امام عادل قاسمی، حقوق انسانی کا اسلامی منشور، جامعہ ربانی منورواشریف سمتی پور بہار2004ء

39 ال عمران3 : 159

40 ال عمران3: 104

41 ال عمران3 :110

42 المائدہ5 :2

43 النساء4 : 148

44 سنن ابن ماجه، کتاب الفتن، باب الأمر بالمعروف و النهی عن المنکر، رقم الحدیث: 4013

45 الاعراف،7 : 31

[46] الحشر:7